Volume 04, Issue 01,
January-March 2026
PP: 164-185
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

Article QR

اسلام اور سکھ ازم کی مشترکہ تعلیمات: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Commonalities in the Teachings of Islam and Sikhism: A Research-Based Study in the Light of the Sīrah

Dr. Muhammad Zahid Zaheer Iqbal[1]*, Dr. Ruvaifa Khan[2], Faraz Ahmed[3]

Article History

Received
11-03-2026

Accepted
29-03-2026

Published
31-03-2026

Abstract & Indexing

Abstract

Sikhism and Islam, though emerging from distinct historical and cultural contexts, share a number of fundamental spiritual and ethical principles. This study explores their commonalities, with particular emphasis on the concept of the oneness of God, human equality, service to humanity, modes of worship, and core moral values. Both traditions affirm belief in a single, all-encompassing Divine reality Allah in Islam and Vāhigurū or Ik Oaṅkār in Sikhism. Furthermore, both religions strongly uphold the principle of human equality. Islam emphasizes that superiority is based solely on piety (taqwā), while Sikhism advocates universal equality irrespective of caste, class, or social status. Service to humanity is another central tenet in both traditions; Islam regards helping others as an act of virtue and devotion, whereas Sikhism places significant emphasis on selfless service (sevā) as a core religious duty. In addition, both faiths attach great importance to worship practices, including regular prayers and spiritual discipline, which foster a direct connection with the Divine. Ethical values such as truthfulness, honesty, compassion, and justice are deeply embedded within both traditions. The Sīrah of the Holy Prophet ﷺ further provides numerous examples of compassion, empathy, and concern for human welfare, reinforcing these shared values. This study highlights how the common principles of Sikhism and Islam can serve as a foundation for mutual respect, interfaith harmony, and deeper understanding. All these aspects are analyzed in the light of the Sīrah, demonstrating their relevance in contemporary society.

Keywords:

Islam and Sikhism, Interfaith Dialogue, Oneness of God, Human Equality, Seva and Charity, Worship Practices, Ethical Values, Sīrah of the Prophet, Comparative Religion, Social Justice.

[1] *Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur. zahid.zaheer@iub.edu.pk*
[2]*Lecturer, Department of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. hafizruvaifa@gmail.com*
[3]*Lecturer, School of Islamic Studies, Minhaj University Lahore. frazpu1@gmail.com*

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

لفظ سکھ کا اصل ماخذ "سیکھ " ہے جس کا مطلب شاگرد ہونا کے ہیں۔ ایک اور جگہ اس کے معنی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے، "پیروی یا پیچھا کرنے والے " سکھ گوروؤں کا مذہب ہے کہ پہلے گورو، گورو نانک جی سے لے کر دسویں اور آخری گورو، گورو گوبند سنگھ اور سکھ ازم کی مقدس کتاب سری گورو گرنتھ صاحب پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔اسی طرح لفظ " سکھ " چیلا، شاگرد، گورو نانک صاحب کا پیروکار کے لئے بھی مستعمل ہے۔ [1]

سید مرتضی حسین فاضل لکھنوی نسیم اللغات میں لکھتے ہیں:

سکھ وہ قوم ہے جو گورونانک صاحب کو مانتی اور ان کے گورو گرنتھ صاحب پر چلتی ہے، اس قوم کے لوگوں کی داڑھیاں لمبی لمبی اور سر کے بال عورتوں کے سے ہوتے ہیں۔ [2]

سکھوں کے پاس پانچ کے **Five k, s** کو ضروری سمجھا جاتا ہے جو کہ اِس کی شناخت کا کام دیتے ہیں۔

1. کیس: یعنی بغیر کٹے بال جو کہ تمام گوروؤں نے رکھے۔
2. کنگا: یعنی کنگھی جو کہ بالوں کی صفائی کے کام آتی ہے اور اس کا لکڑی کا ہونا ضروری ہے۔
3. کڑا: دھات کی چوڑی یہ طاقت اور قوت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔
4. کرپان: ذاتی دفاع اور عزت واحترام کے لیے۔
5. کچھا: گھٹنے تک آتا ہوا لباس [3]

اسلام اور سکھ ازم کی مشترک تعلیمات

(الف) عقائد میں اشتراک

گورونانک جی کی تعلیمات اصل میں اسلام سے متاثر ایک تحریک کی عکاسی کرتی ہیں اور اس میں بہت سی توہمات، پیچیدہ رسومات، ذات پات کی غیر انسانی انجمنیں، تخلیق پرستی اور ہندومت کے افسانوی سکھ دیوتا اور دیوی شامل ہیں۔ ہم نے ذیل میں اس کی وضاحت کی ہے۔

1۔ عقیدہ توحید سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ ازم کا نظریہ توحید، اسلامی نظریہ توحید سے چنداں مختلف نہیں چنانچہ گورونانک صاحب معبود کا تصور پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے، وہ سچا ہے، وہ قادر مطلق ہے، وہ بے خوف ہے، اس کی کسی سے دشمنی نہیں، وہ ازل سے ہے اور وہ ابد تک رہے گا، اس کی اپنی کوئی شکل نہیں، وہ اپنی ذات میں مستحکم ہے، وہ اپنی مرضی سے حاصل ہونے والی چیز ہے۔

تمام بڑے مذاہب کی ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ ان کا یقین ایک Universal God یعنی اعلیٰ خدائی قوت میں ہے جو کہ قادر مطلق ہے، ہر چیز کا علم رکھنے والا۔ تمام مذاہب میں اپنے اپنے مذاہب کو ماننے والے اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا جس کی وہ عبادت کرتے ہیں ان کے لیے بھی ویسا ہی ہے جیسا دوسروں کے لیے۔ [4]

حقیقت یہ ہے کہ گورونانک جی کا ایک ہی ذات پر ایمان تھا اور وہ اس سے محبت کرتے تھے، اس کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو مختلف تجربوں کے ذریعے خدا کی معرفت پہنچانے کی کوشش کی۔ جب بابانانک خدا کے دربار تک پہنچے، تو یہ معلوم ہوا کہ وہ اکیلا ہے اور پوری کائنات پر اس کا احاطہ ہے۔ اس نے گورونانک جی کو یہ حکم دیا کہ وہ دنیا کے تمام انسانوں کو خدا کے نام کی دعوت دے۔ اسی وقت بابانانک نے محسوس کیا کہ خدا کی ذات بابانانک کے نفس میں موجود ہے اور وہ تمام چیزوں اور دلوں کے اندر حلول کر چکا ہے۔ [5]

سری گورو گرنتھ جلد نمبر 1 پہلی اشلوک کے پہلے حصے میں لکھا ہے:

خدا تعالیٰ سب سے برتر ہے اور ایک ہے، صرف ایک، سچا اور خالق، خوف اور نفرت سے بالاتر، ابدی، بے خبر، عظیم اور رحم کرنے والا۔ [6]

سکھ اللہ کے بہت سے ناموں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان سب میں رحمان، رحیم، رب، کریم، مولا، سورج، چاند ستاروں کا خالق، دن اور رات کا ایک دوسرے کے اندر مختلف موسموں کے اعتبار سے ضم ہونا، رازق، جو جس کے لیے چاہے رزق کو کشادہ کردے، قادرِ مطلق وغیرہ کے الفاظ کے متبادل الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ قادرِ مطلق کی اصطلاحات کے لیے وہ "سرب" اور "سرب مشکتی مان" یعنی وہ قادرِ مطلق ہوتے ہیں اور قدرت کے نظاروں کے درمیان کوئی اور ذات حائل نہ ہو۔ ان جیسی صفات کا دن کے مختلف اوقات میں اپنی زبان میں ذکر کرتے ہیں۔ [7]

اسلام کی روشنی میں:

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے سب سے اہم اور پہلا نظریہ "عقیدۂ توحید" ہے۔ توحید تمام عقائد کی ابتداء اور جڑ ہے جس طرح درخت کا وجود شاخ سے نہیں بلکہ جڑ کی وجہ سے باقی رہتا ہے، اسی طرح عقیدۂ توحید پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ایک سے زیادہ خدا ہونے کے قائل ہیں اللہ پاک نے اُن کے کُفر کا صاف اعلان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌؕ-وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَهٗؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [8]

بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا: بیشک اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے حالانکہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی معبود ہے اور اگر یہ لوگ اس سے باز نہ آئے جو یہ کہہ رہے ہیں تو جو ان میں کافر رہیں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔ تو یہ کیوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور کیوں اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے؟ حالانکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توحید کیا ہے؟ توحید کا معنیٰ ہے: اللہ کریم کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اور صِفات میں شریک سے پاک ماننا، یعنی جیسا اللہ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ نہ مانیں اگر کوئی اللہ پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصور کرتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔ عِلم، سَمع، بَصر وغیرہ اللہ پاک کی صِفات ہیں ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے والا مشرک ہے۔ [9]

حضرت علّامہ ابراہیم بن محمد باجُوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک اپنی ذات اور صِفات میں تنہا واحد ہے یعنی ذات و صِفات میں اُس کی کوئی نظیر نہیں۔ ذات کے واحد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اَجزاء سے مل کر بنے ہونے سے پاک ہے۔ صِفات میں تنہا ہونے سے یہ مراد ہے کہ جنسِ صفت (جیسے علم یا قدرت) میں کثرت سے پاک ہے جیسے دو یا اس سے زیادہ قدرتیں، دو یا اس سے زیادہ علم۔ اسی طرح اَفعال میں یکتا ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ پاک کے افعال میں نہ تو کوئی دوسرا شریک ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار۔ [10]

2. شرک اور بت پرستی کی ممانعت

اسلام کے مماثل سکھ ازم میں بھی بت پرستی اور شرک کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔

سکھ ازم کی روشنی میں:

خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ بتوں کی پوجا اور انہیں محتاج اور مصیبت زدہ دیکھنا بھی شرک کہلاتا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں شرک کی مذمت کی گئی تھی اور ان کے مطابق صرف خدا ہی عبادت کے لائق ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں بت اور بت پرستی کی مذمت کرنے والے الفاظ موجود ہیں۔

جو پاتھر (پتھر) کو کہتے دیو
تا کی بِرتھا ہووے سیو
جو پاتھر (پتھر) کی پائیں پائے
تِسی کی گھال اجایں جائے
ٹھاکر ہمرا سد بولنتا
سرب جی کو پرب دان دیتا۔ ا۔ رہاو۔ [11]

سکھ تعلیمات کے مطابق دیوی دیوتاؤں کی پوجا نا قابل حصول ہے۔ یہ پتھر کی مورتیاں نہ کسی کو فائدہ پہنچاتی ہیں نہ نقصان، جب پتھر کے ان مجسموں کو پانی میں ڈبویا جاتا ہے تو ان کی اصلیت کھل جاتی ہے۔ ان کے خود ڈوبنے کا سبب کیا ہے؟ اور یہ دوسروں کو کیسے بچا سکتے ہیں؟ گورو نانک صاحب جی نے پتھروں کو پوجنے والوں کو احمق، اندھے اور گونگا کہا اور کہا کہ وہ تاریکی کا شکار ہیں اور بہت جاہل ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جن پتھروں کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ خود ڈوب جاتے ہیں۔ وہ دوسروں کو کس طرح سہارا دے سکتے ہیں۔

"گورو گرنتھ صاحب" میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی ممانعت بیان کی ہوئی ہے۔ لوگ بے جان چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی سے فائدہ یا نقصان کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ خدا کی پہچان سے دور ہیں اور اپنے آپ کو جہالت کے اندھیرے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ گورو نانک اس عبادت کا موازنہ بنجر زمین سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ اس زمین میں بیج بوئیں گے تو آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ ایک دن اس کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ قرب الٰہی کے لیے نفس کو پاک رکھنا ضروری ہے۔ بتوں کی پوجا بند کرو اور صرف خدا کی عبادت کرو "گورو گرنتھ صاحب" میں آپ فرماتے ہیں:

سالگرام بت پوجے مناؤ سکرت تلسی مالا
رام نام جپ بیڑا باندھو کرو دیالا
کاہے کلر اسنچو جنم گواؤ
کاچی ڈھنگ دیوال کاہے گچ لاؤ [12]

تم بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ آپ تبھی تیریں گے جب آپ خدا کی عبادت کریں گے اور جب آپ بتوں کے بندھنوں سے آزاد ہو کر ان کے دیوتا بن جاتے ہیں تو آپ بیج بوتے ہیں۔ بنجر زمین میں یہ تیری ریت کی دیوار ہے۔ پہلے اللہ سے ملو گے۔

اسلام کی روشنی میں:

اسلام میں، شرک کو خدا تعالیٰ کی فطرت اور صفات میں کسی دوسرے کے ساتھ تعلق کہا جاتا ہے۔ شرک کا اصل معنی یہ ہے کہ وہ دو معبودوں کو ماننے لگیں۔ عیسائیوں کی طرح جو مشرک ہیں کیونکہ وہ تین معبودوں کو مانتے ہیں، جیسے آتش پرست جو مشرک ہیں کیونکہ وہ دو معبودوں کو مانتے ہیں اور کافروں کی طرح جو بہت سے خداؤں کو مانتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں۔ صفات میں ریشم کے معنی دیگر صفات کے ساتھ ساتھ خدائی صفات کو ثابت کرنا ہے۔ ہر مخلوق کے لیے خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی، ولی اور شہید، بزرگ اور امام، خدا کی صفات کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت نہیں ہے۔ [13]

یہ حقیقت ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے، شرک سب سے بڑا گناہ ہے، شرک خدا سے بغاوت ہے، شرک نا قابل بیان جرم ہے، شرک ایمان کے لیے مہلک زہر ہے، شرک عمل صالح کے لیے ایک چنگاری ہے۔ شرک ایک لعنت ہے جو انسان کو جہنم میں ڈال دیتی ہے۔

قرآن پاک میں شرک کو بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے اور شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن شرک جیسے گناہ کو معاف نہیں کرے گا۔

شرک انسانی ذہن کو اس طرح اُلجھا دیتا ہے کہ انسان ہدایت اور گمراہی میں کوئی فرق نہیں سمجھتا ہے اور شرک پہلی قوموں کی تباہی و بربادی کا سبب تھا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو شرک کا مطلب نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کرتے، ان کی رائے میں شرک صرف کسی اور کو اللہ جیسا رب ماننا اور اس کی عبادت کرنا ہے، دراصل میں وہ شرک کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اس لیے ان کا کہنا ہے کہ ہم نے کونسا کوئی اور خدا بنایا ہے حالانکہ وہ شرک جیسی مہلک بیماری کا شکار ہیں۔ شرک کی مہلک بیماری سے بچنے اور شرک کے امکان سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو بھیجا اور قرآن کریم نے توحید کے اثبات اور شرک کو رد کرنے پر بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے بھی ساری زندگی لوگوں کو اسی مقصد کی طرف بلایا اور زندگی کے آخری ایام میں بھی اپنی امت کو انحراف نہ کرنے کی تلقین کرتے رہے۔[14]

3. تصورِ رسالت اور محمد ﷺ سے محبت اور عقیدت سکھ ازم کی روشنی میں:

گورونانک صاحب اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا کامل نمونہ مانتے تھے۔ گورونانک خدا کے رسول ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں

> Despite holding the words of the prophet in your thoughts how can he escape from hell?

"اگر آپ کو نبی ﷺ کا قول بھی یاد نہ ہو تو آپ جہنم سے کیسے بچ سکتے ہیں"

یہ سچ ہے کہ گورونانک صاحب نے پیغمبر کو اپنا جیون ساتھی بنایا تھا اور اس سچائی کے گہرے رنگ ان کی تعلیمات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

> It is evident that Nanak looked up to the Islamic prophet, and this naturally had a significant influence on his teachings[15]

اسلام کی روشنی میں:

اسلامی عقائد کے مطابق، نبوت پر ایمان کا مطلب ہے نبوت اور تمام انبیاء و مرسلین کے پیغام پر ایمان، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء، رب کائنات، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ وہ)۔)۔ رسول اس حق کی بہترین مثال تھے جسے اللہ نے اپنی جگہ بھیجا اور سب نے ایک ہی مشن اور مقصد کے حصول کے لیے ایک ہی لائحہ عمل پر کام کیا۔

اسلامی تعلیمات میں نبوت کو دین کے اصولوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے اور اس پر یقین مسلمانوں کے لیے شرط ہے۔ قرآن یا سنت نبوی میں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کو الٰہی نبی کہا جاتا ہے۔ قرآن کے مطابق، نبوت آدم سے شروع ہوئی اور محمد پر ختم ہوئی۔([16])

4. قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں کی تصدیق سکھ ازم کی روشنی میں:

قرآن مجید کے بارے میں سکھ دھرم کہتا ہے:

کل پروان کتیب قرآن
پوتھی پنڈت رہے پوران
نانک ناؤں بھیا رحمان
کر کرتا تو اکو جان [17]

قرآن پاک تمام کتابوں کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ پوتی پنڈت کے دن ختم ہوگئے۔ اے روٹی! یہ نام صرف مہربان خدا کا ہے۔

اسلام کی روشنی میں:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے رسولوں پر کتابیں نازل کیں، جو اپنے وقت میں حق لے کر آئے۔ یہ تمام کتابیں لوگوں کو خدا کی خالص عبادت کی طرف بلاتی ہیں جو دنیا کا خالق، مالک اور نجات دہندہ ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن اسلام کی مقدس کتاب ہے۔ قرآن خدا کا وہ کلام ہے جو وحی جبرئیل فرشتے کے ذریعہ نبی محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معنی خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قرآن کی آیات جانوروں کی کھالوں، کھجور کی شاخوں، کاغذ اور کپڑے پر بکھری ہوئی لکھی جاتی تھیں، جنہیں بعد میں جمع کر کے کتاب کی شکل دی گئی۔[18]

5. ملائکہ کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

فرشتوں پر یقین سکھ ازم میں بھی پایا جاتا ہے۔[19]

اسلام کی روشنی میں:

مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ فرشتے مافوق الفطرت اور غیر مرئی مخلوق ہیں جو اس دنیا اور آخرت میں خدا کے احکامات کو انجام دینے کے ذمہ دار ہیں۔ فرشتوں پر ایمان مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔

اسلامی اسکالرز کا خیال ہے کہ فرشتے بے قصور ہیں اور اس لیے خدا کے احکام کے خلاف گناہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح فرشتے بھی اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کے کاموں میں عبادت، تسبیح، اعمال نامہ، انبیاء پر وحی، لوگوں کی مدد، مومنوں کی مدد، مادی اور روحانی رزق، فتح، فکر کی قیادت، عذاب الٰہی کو انجام دینا وغیرہ شامل ہیں۔[20]

6. قیامت کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

گورونانک، ہندو مذہب کی طرح، تناسخ پر یقین رکھتے تھے، لیکن ان کی تعلیمات میں قیامت کا تصور شامل تھا۔ اسلام کی طرح سکھ ازم میں بھی قیامت کے دن حساب کے خطرے کا ذکر ہے:

A fear of the day when God will judge you should exist[21]

اس دن سے ڈرو جب اللہ خود تمہارا قاضی ہو گا

اسلام کی روشنی میں:

اسلامی تعلیمات کے مطابق یومِ جزا وہ دن ہے جس دن تمام لوگ اس دنیا میں اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے اللہ کے حکم پر اللہ کے حضور حاضر ہوں گے۔ قیامت سے پہلے عشرت الساعۃ کہلانے والے مختلف واقعات رونما ہوں گے۔ قرآن اور احادیث میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہونے والے واقعات کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کا ان کے مذہبی پیشواؤں (انبیاء و رسل) کے اعمال سے موازنہ کیا گیا ہے۔ انسان کے اعمال جتنے زیادہ ان مخلوقات سے مشابہ ہوں گے اتنے ہی زیادہ نیک اور بابرکت ہوں گے۔[22]

7. جنت و دوزخ کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ ازم میں اسلام کی طرح جنت و دوزخ کا تصور پایا جاتا ہے۔

Maya with its three qualities and all other entanglements was also created by him. Sins and virtues, hell and heaven come into existence.[23]

"مایا(ہر غیر حقیقی چیز جو انسان کو مغالطہ میں ڈال دے جیسے بیوی، خاندان، دولت وغیرہ) کو اپنے تمام ماہیتوں کے ساتھ اللہ نے پیدا کیا۔ بدیاں، نیکیاں، دوزخ اور جنت اس نے پیدا کیے"

اسلام کی روشنی میں:

بہشت یا جنت، مسلمانوں کے عقیدے میں عالم آخرت میں اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں اللہ کے نیک اور صالح بندے ہمیشہ کیلئے خدا کی نعمتوں سے مستفید رہیں گے اور جہنم یا دوزخ وہ مقام ہے جہاں تباہ کار انسان مرنے کے بعد اپنے اعمال کی سزا پائیں گے۔[24]

8. جزا و سزا کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ دھرم کے مطابق نیک اعمال کا بدلہ نیک، جبکہ برے اعمال کا بدلہ برا ہو گا۔ سکھ دھرم کے مطابق انسان کو ویسے ہی بدلہ ملتا ہے جس طرح وہ عمل کرتا ہے۔ وہ اپنے اعمال کے اعتبار سے کھیت کے مشابہ ہے جس میں اگتا وہی ہے جسے بویا جائے۔

As man soweth, so shall he reap? His body is the field of acts.[25]

جس طرح گورونانک جی نے قیامت کی ہولناکیوں اور لوگوں کے آخری انجام کا ذکر کیا ہے، تو اس پر دو پہلوؤں سے توجہ دی ہے۔ یا تو آگ کی صورت میں یا جنت کی صورت میں۔ گورونانک نے کہا کہ نیکوکار کامیابی کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور نافرمان لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ وہاں مختلف قسم کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ حالانکہ وہ اس میں زور زور سے چیخیں گے مگر ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو گی۔[26]

گورونانک جی نے اسی طرح جنتی لوگوں کے لیے حوروں کا بھی ذکر کیا ہے۔[27]

اگرچہ سکھ دھرم میں جنت و دوزخ اور جزا و سزا کا تصور موجود ہے لیکن ہندومت کے عقیدہ تناسخ کے باعث یہ تصور اسلام کی طرح واضح نہیں ہے۔

اسلام کی روشنی میں:

اسلام کی تعلیمات میں قیامت کے دن انسان کے اعمال کے حساب و کتاب کے لئے جہاں اس کے اعمال مجسم ہو کر اس کے سامنے پیش ہوں گے، وہاں نامہ اعمال بھی اسے دیئے جائیں گے جس میں انسان کے تمام اعمال ضبط ہوں گے۔ جس شخص کے نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ اہل دوزخ اور جس شخص کے نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ اہل بہشت اور فلاح پانے والا ہو گا۔ قیامت کے دن انسان کے نامہ اعمال کے ساتھ کچھ گواہ بھی پیش ہوں گے جو اس کے اعمال کی گواہی دیں گے اور اس کے مطابق اس کو جزا و سزا دی جائے گی۔[28]

اللہ کے پیارے بندوں کا آخری ٹھکانہ جنت ہے اور اطاعت خدا کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے۔ یہ بے مثال خوبصورتی کا باغ ہے۔ یہ مقام ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اس دنیا میں ایمان لائے اور نیک اعمال کئ قرآن پاک ایک ایسی جنت کا بیان کرتا ہے جہاں نہریں بہتی ہوں، عالیشان عمارتیں تعمیر ہوں، خدمت کے لیے غلام اور نوکر موجود ہوں، انسان کی تمام جائز خواہشات پوری ہوں اور اس میں لوگوں کو ہمیشہ کی امن و سکون کی زندگی ملے۔[29]

اور جہنم بہت ہی بری قیام گاہ، بہت ہی برا مقام اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں، منافقوں، مشرکوں اور فاسقوں وفاجروں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنت اور جہنم دونوں کا بار بار تذکرہ فرمایا ہے اور جہنم کا تذکرہ نسبتاً زیادہ کیا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ انسانوں کی اکثریت ترغیب سے زیادہ ترہیب کو قبول کرتی ہے۔ جہنم وہ ہولناک اور المناک عقوبت خانہ ہے جس کی ہولناکی کا اندازہ لگانا دنیوی زندگی میں محال ہے۔[30]

9. تقدیر کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

اس عقیدے کا تصور سکھ دھرم میں بھی پایا جاتا ہے۔ گورونانک صاحب فرماتے ہیں:

حکم حق ہی سے ہے نیک وبد کا وابستہ ظہور ہیں مقدر حکم سے عالم کے سب رنج و سرور

حکم حق سے ہے مہیا ہر ایک کو لطف وعطاء حکم حق سے ایک سرگرداں ہے مثل آسیا (چکی)[31]

گورونانک صاحب جی نے اپنی تعلیمات میں قضاء وقدر کی وضاحت نہیں کی۔ گورونانک جی نے اپنے بعض اشعار میں یوں کہا ہے کہ "تم عمل کرو تمہارا انجام تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے، ایمان اور عمل دونوں نجات ہیں۔" یہ سکھ ازم کی خصوصیت ہے۔

گورونانک جی کہتے ہیں کہ

"اس نے ہمیں کسان کے گائے کے ریوڑ کی طرح چلایا۔ ہل کے ذریعے رزق اور اعمال کو زمین پر لکھا، تسبیح کے دانے کی طرح علم متعارف کروایا۔ کسان کے غلے کے دانوں کی طرح اس نے کاشت کیا ہے اور ہم اپنے وزن کے مطابق جو بوتے ہیں وہ کاٹتے ہیں۔ ایک حصہ اس میں سے ہم محفوظ رکھتے اور ایک حصہ دوسروں کو دیتے ہیں۔ اے نانک یہ حقیقی زندگی کا طریقہ کار ہے۔"[32]

اس سے زیادہ تقدیر کے بارے میں گورونانک جی کی تعلیمات میں کچھ نہیں پایا جاتا۔ گورونانک جی کے اس قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کے اعمال اس کا رزق ہے، جو پہلے سے ہی لکھا جا چکا ہے۔ انسان اس کا کسب کرنے والا ہے۔ گورونانک جی عقیدہ تقدیر کے اندر ایک حد تک مسلمانوں کے ساتھ متفق ہے، اگرچہ اس کی جزئیات واضح انداز میں نہیں پائی جاتیں۔

اسلام کی روشنی میں:

اسلام میں تقدیر کے عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام تقدیر کے تصور کو یوں بیان کرتا ہے: قدر کا لغوی معنی اندازہ کرنا، طے کرنا اور مقرر کرنا ہے، اس سے مراد کائنات اور بنی نوع انسان کے احوال کا وہ علم ہے، جو اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ[33]

اور ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں احاطہ کر رکھا ہے۔

"تقدیر" کائنات میں ہونے والے تغیرات کے متعلق اللہ کی طرف سے لگائے گئے اندازے کا نام ہے، یہ تغیرات پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتے ہیں اور حکمتِ الٰہی کے عین مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ یعنی اس بات کی تصدیق کرنا کہ خیر وشر اللہ کی قضاء وقدر سے ہے اور یہ کہ اللہ سبحانہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی چیز اس کے ارادے کے بغیر نہیں ہوتی اور کوئی چیز اس کی مشیئت سے خارج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے "نوشتہ تقدیر" کو انتہائی پوشیدہ اور صیغہ راز میں رکھا ہے، چنانچہ جس چیز کا پہلے سے اندازہ ٹھہرایا جا چکا ہے، اس کے رونما ہونے کے بعد ہی اس کا علم ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور عمل کو چھوڑ کر صرف تقدیر ہی پر بھروسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔[34]

(ب)عبادات میں اشتراک

سکھ مذہب میں عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا تصور دینِ اسلام سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. وضو اور اذان کا تصور سکھ ازم کی روشنی:

گورو گرنتھ صاحب کے وضو اور اذان کی اہمیت کو بیان کرنے والے کئی شبد ہیں۔ اگر کوئی شخص برائی کو ترک کرتا ہے اور صرف خدا کو جان سکتا ہے تو اسے اپنے آپ کو پاک کرنا چاہیے اور منتخب مقام حاصل کرنے کے لئے دعاء کرنی چاہیے۔ گورو ارجن صاحب جی، گرنتھ صاحب میں بیان کرتے ہیں:

ہر عمل چھوڑ کر ہتھ کوزہ

خدائے ایک بوجھ دئیہو بانگاں

بر گوبر خوردار کھرا[35]

"تمام برے کاموں کو چھوڑ دو، اپنے ہاتھوں سے وضو کرو اور صرف اللہ کو پہچانتے ہوئے اذان دو۔ تب آپ کو چنا جائے گا اور برکت دی جائے گی۔"

وضو اور اذان کی اصطلاحات اسلامی مذہب میں مذکور ہیں۔ یہ دوسرے مذاہب کی خصوصیات نہیں ہیں۔ دوسری طرف، سکھ ازم کے پانچویں گورو ارجن صاحب، اللہ تعالیٰ کو جاننے کے لیے وضو اور اذان کا ذکر کرتے ہیں اور جو اس طرح کے کام کرتا ہے وہ ایک یقیناً عظیم شخص ہے۔ ان تعلیمات کو یقینی طور پر گوروؤں نے اسلام سے اپنایا تھا۔ گوروؤں کا اپنی مقدس کتابوں میں اسلامی تعلیمات کے حوالے اسلامی تعلیمات کا اثر ہے۔

اسلام کی روشنی میں:

اسلام میں لفظ اذان کے لغوی معنی مطلع کرنا، اعلان کرنا کے ہیں۔ اذان اسلام کا شعار ہے نماز پنجگانہ کے لیے اذان کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے رائج ہے۔ یہ اذان کے ذریعہ ہی ہے کہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ نماز پڑھنے کا وقت آگیا ہے۔ مسلمانوں کو پانچ وقت لازمی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں اذان کے ذریعہ نماز پڑھنے کے وقت کے بارے میں مطلع کیا گیا ہے۔

اسلام میں اذان کی بہت اہمیت ہے۔ اللہ کی طرف سے دعاء مانگنا ہے۔ صرف یہ نماز کی آواز نہیں ہے بلکہ کامیابی کی آواز ہے، کیونکہ جو بھی اذان کو دھیان سے سنتا ہے اور اس کی تکمیل کے بعد نمازیں پیش کرتا ہے وہ اس دنیا اور اس کے بعد کی کامیابی کی سب سے بڑی بلندیوں کو پہنچے گا۔ ایک مسلمان کو جو فائدہ اٹھانا پڑا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اذان کو شیطان نے اتنا پریشان کر دیا کہ وہ اسے سن نہیں سکا وہ اپنی سطح کی پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی مسلمان کو نماز پڑھنے سے روکے کیونکہ نماز جنت کی کلید ہے۔[36]

وضو صفائی کے ایک عمل کا نام ہے جو مسلمانوں پر نماز یا قرآن کو چھونے سے پہلے واجب ہے۔ اس میں پانی کی مدد سے منہ ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور مسح کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں وضو کے مختلف طریقے رائج ہیں مگر کم و بیش ایک جیسے ہیں اور اس کا بنیادی مقصد جسمانی و روحانی پاکیزگی ہے۔[37]

2. نماز کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

اگرچہ سکھ مذہب اسلامی عبادات کی طرح منظم نہیں ہے، لیکن گورونانک جی کی زندگی میں ہمیں ان سرگرمیوں کا تصور ملتا ہے جنہیں اسلام میں عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ گورونانک صاحب کی زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا اور حج کے لیے مکہ بھی گئے۔

سکھ ازم میں، صبح نہانے کے بعد رب کے نام کا دھیان کرنا ایک عظیم روحانی فضیلت ہے۔ صبح کی نماز سے پہلے تزکیہ کرنا سکھ ضابطہ اخلاق، راحت مریاد کا حصہ ہے۔ سکھ ازم کی تعلیمات اس کے پیروکاروں سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ ہر سانس کے ساتھ خلوص دل سے خدا کو یاد کریں۔ سکھ کی دعاء انہیں خود کی دریافت، علم اور روحانیت کی طرف بلاتی ہے۔ سکھ مذہب اپنے پیروکاروں کو گورو اور گرنتھ صاحب کو پڑھنے، خدا کے نام پر غور کرنے، گورو کے پانچ احکام پر عمل کرنے، مراقبہ کرنے اور گورو کے الفاظ کے مطابق اپنی روزمرہ کی زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دل کو نفاق سے پاک کرنے اور اسے صرف ذکر الٰہی سے سجانے کی دعوت دیتا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں اس کی تفصیل اس طرح ہے:

کیا اُوجو پاک کیا مُوہ دھویا کیا مسیت سر نائیا

جو دل مہ کپٹ تجواج گزار ہو کیا حج کعبے جائیا[38]

اور طہارت کا وصف کیا ہے، لوگ مسجد میں کیوں رکوع کرتے ہیں، تو نماز اور ثبوت کا کیا فائدہ؟

گورونانک جی کے مطابق، ایک قاضی وہ ہے جو اپنی انا کو ترک کرتا ہے، ابدی خدا کی پناہ لیتا ہے اور دن میں پانچ بار عاجزی سے دعاء کرتا ہے۔ کیونکہ ایسا ایماندار شخص وقت ضائع نہیں کرتا اور اپنی قبر کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ وہ شخص جو اپنی انا پرستی اور خود غرضی پر قابو پاتا ہے اور خدا کو اپنا سہارا سمجھتا ہے۔ خدا موجود ہے، ابدی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی حق ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔

وہ (جج) وہاں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ گورونانک صاحب جی کہتے ہیں: اے لوگو تمہاری قبر کہتی ہے، یہ کھانا پینا یہیں رہے گا۔ اسی طرح بابا فرید الدین نے نماز نہ پڑھنے والوں کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ جو مسجد میں پانچوں نمازیں ادا نہیں کرتے اور خدا کی خدمت کے لیے سجدہ نہیں کرتے انہیں زندگی کا کوئی حق نہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں، صبح اٹھ کر دعاء کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے، وہ کہتے ہیں:

فریدا بے نماز اکتیا ایہہ نہ بھلی ریت

کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

اٹھ فرید اوضو ساج صبح نماز گذار

جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اتار[39]

بابا فرید کہتے ہیں کہ تمہیں یہ طریقہ پسند نہیں ہے۔ جو کتا نماز نہیں پڑھتا وہ پانچ گھنٹے چلنے کے بعد کبھی نماز پڑھنے مسجد نہیں جائے گا۔ تو فرید صبح اٹھو، پونچھ لو اور نماز پڑھو۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ "" اسے مت جھکاؤ۔ بہتر ہے کہ اسے جسم سے نکال دیا جائے"

گورو گرنتھ صاحب میں کئی مقامات پر ایسے شبد بھی ہیں جو روحانی دعاؤں کا حوالہ دیتے ہیں اور ہر دعاء کے انفرادی مقصد کی وضاحت کرتے ہیں۔ پہلی روحانی دعاء حمد ہے۔ دوسرا صبر ہے۔ تیسرا احساس بے بسی ہے۔ چوتھا: خیراتی کام۔ پانچویں حس کمسا کا کنٹرول ہے۔ یہ بہترین پانچ نمازیں ہیں یا پانچ روحانی نمازیں۔

اسلام کی روشنی میں:

لفظ توحید کو سمجھنے کے بعد انسان پر سب سے پہلا فرض نماز ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو مؤمنوں کو کافروں سے الگ کرتی ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے نکل چکا ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہو گا۔ اسلامی نظام عبادات میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک میں 92 مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ وَارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِينَ [40]

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ. عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللهُ وَ يُكْفَرَ بِمَا دُوْنَهُ. وَإِقَامِ الصَّلَاةِ. وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ. وَحَجِّ الْبَيْتِ. وَصَوْمِ رَمَضَانَ. [41]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے سوا سب کی عبادت کا انکار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

3. روزہ کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

گورو گرنتھ میں روزے جیسی سرگرمیوں کا بھی ذکر ہے۔ لیکن سکھ مذہب میں مسلمانوں کی طرح روزے کے تصور کو نہیں مانتے بلکہ روزے کی ترغیب، اس کے معنی اور فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ جب روزہ اس کے تقاضوں کے مطابق رکھا جاتا ہے تو انسان کا دل و دماغ سچائی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ روزہ اور عبادت اسی وقت قبول ہوتی ہے جب انسان منہ، کان، آنکھ اور جسم کے ہر حصے کا خیال رکھے اور ہر وقت احتیاط برتے کہ کوئی غلط کام نہ ہو۔ اپنے آپ کو مار ڈالو، اپنی آنکھوں کو قابو میں رکھو اور کامل گائیڈ کی تلاش میں بھاگو۔ تیس دن خوشی کے ساتھ روزے رکھنے اور کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنے سے ایسا شخص پاک اور مخلص کہلانے کا مستحق ہے۔ جو روزانہ ناک، کان، منہ اور زبان کھاتا ہے اور اس سے نشہ میں مست رہتا ہے گویا اپنے دل کو دیکھ رہا ہے تاکہ وسواس پیدا نہ ہو۔ اپنی زبان کی تمام چھچھاہٹوں کو ترک کر کے آپ اپنے دل کے تمام خوف اور وسوسے دور کر لیں گے۔ گورو نانک کے مطابق، روزانہ کی غذائیت سے انسان کا دل سچائی سے بھر جاتا ہے۔

سکھ مذہب کے مرکزی دھارے میں، روزے کے فوائد اور اہمیت کو کسی کی صحت کے لیے تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن روزے کو عبادت کی شکل نہیں سمجھا جاتا۔ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جسم کو روح کا ٹھکانہ بنایا ہے اس لیے جسم کی تجدید اور اس کی ضروریات کا ہر ممکن خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

غذا کے استعمال میں اعتدال کو "Introduction of Sikhism" میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :

The golden rule about fasting is: Fast only when you must, in the interest of your health.[42]

"روزے کا سنہری اصول ہے: تقریباً صرف اس صورت میں جب یہ آپ کی صحت کو فائدہ پہنچائے۔"

اسلام کی روشنی میں:

روزہ ان فرائض میں سے ایک ہے جو اسلام مسلمانوں پر عائد کرتا ہے، روزہ اسلام کا ایک لازمی حصہ ہے اور رمضان کا مہینہ برکتوں کے اعتبار سے دوسرے مہینوں سے مختلف ہے۔

رمضان کا مقدس مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں لوح محفوظ سے قرآن پاک، خدا کی آخری آسمانی کتاب، دنیا پر نازل کی گئی۔ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے اور شیطان کو خارج کر دیتا ہے، تاکہ وہ بندوں کو عام دنوں کی طرح گمراہ نہ کرے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں خدا خاص طور پر اپنی بخشش عطاء کرتا ہے۔ رمضان کے روزے اسلام کی بنیادوں میں سے ایک ہے اور یہ عبادتی خدمات (روزہ رکھنا، کھڑا ہونا، تلاوت قرآن کرنا، صدقہ دینا، اعتکاف کرنا، شب قدر کی عبادت کرنا وغیرہ)[43]

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی ھریرۃ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من صام رمضان ایماناً و احتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ.[44]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان اور ذمہ داری کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں ایمان اور ذمہ داری کی شرط رمضان کے روزے اور قیام سے منسلک ہے، یعنی اس حالت میں رمضان کے روزے رکھے اور رات بھر قیام کرے تاکہ ہر اس چیز کی تصدیق ہو جس کی تصدیق حضور ﷺ سے ہوتی ہے اور روزے کی فرضیت ہے۔ اگر آپ اس پر یقین رکھتے ہیں تو اسے ایمان کا روزہ کہتے ہیں۔

عن سھل بن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فی الجنۃ بابا یقال لہ الریان' یدخل منہ الصائمون یوم القیامۃ' لا یدخل منہ احد غیرھم.[45]

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن جو اس میں داخل ہوں گے وہ صرف روزہ دار ہی ہوں گے اور ان کے سوا کوئی داخل نہیں ہو گا۔

4. زکوٰۃ کا تصور سکھ ازم میں:

سکھ دھرم میں دیگر مذہبی خدمات کی طرح زکوۃ اور صدقات کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ سکھ مذہبی لٹریچر کے مطابق زکوۃ ادا کرنا ایمان کی شرائط میں سے ایک ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر الزام لگایا گیا۔ اپنے مال کا دسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم ہے۔ جو اپنی محنت اور حق کی کمائی خدا کی مخلوق پر خرچ کرتا ہے اسے راہ راست پر قرار دیا جاتا ہے۔ گورونانک کے مطابق، صرف وہی جو غریبوں سے اپنی محنت کی کمائی میں سے اپنا حصہ لیتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے وہ خدا کے راستے کو پہچان سکتا ہے۔

جو شخص اپنے مال کا دسواں حصہ راہ خدا میں خرچ کرے گا اسے جنت سے خوشخبری ملے گی۔ گورو گرنتھ میں گورونانک جی نے اپنے شاگرد رکن الدین کو نصیحت کے پانچ ٹکڑے دیئے:

سنو قاضی رکن الدین پنج نصیحتاں ایہہ

اللہ دی کر بندگی سچ بولیں نس ڈیہہ

کھاؤ کواؤ کھٹ کے کرو مشقت کار

مکھ سکھ پوے پینڑا ایہو کھانا سار
دسواں حصہ اوس تھیں راہ رب دے دیہہ
ان پچھے پاوے بہشت سو سچ حقیقت ایہہ [46]

زکوٰۃ، ایمانداری اور دیگر عبادات کے تصورات سکھ دھرم میں بھی پائے جاتے ہیں۔ سکھ مذہبی لٹریچر کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی ایمان کی شرائط میں سے ایک ہے۔ جو بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا اس کی مذمت کی جائے گی۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنی دولت کا دسواں حصہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کریں۔ جو لوگ اپنی حلال کوششوں اور کمائی کو خدائی مخلوق کے لیے وقف کرتے ہیں وہ صحیح راستے پر ہیں گورونانک کے مطابق، صرف وہی لوگ جو اپنی محنت کی کمائی کا حصہ غریبوں کو دیتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں وہ خدا کے راستے کو سمجھ سکتے ہیں، کیونکہ میں نے اپنی دولت کا دسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کیا، میں جنت کا پیغامبر بن گیا۔ گورو گرنتھ میں گورونانک جی نے اپنے شاگرد رکن الدین کو نصیحت کے پانچ ٹکڑے دیئے۔ [47]

اسلام کی روشنی میں:

جو صاحب ثروت اور صاحب استطاعت لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کے احکامات کو پس پشت رکھتے ہیں اور حکم عدولی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے خلاف سخت عذاب کی وعید سنائی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. [48]

اے ایمان والو! بیشک بہت سے پادری اور روحانی درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو ان کو ان کے مال کی سزا محشر کے دن دی جائے گی۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ. [49]

جس دن (سونا، چاندی، مال) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، اس دن تمہاری پیشانی، پہلو اور پیٹھ جل جائے گی (اور تمہیں بتایا جائے گا)۔ یہ وہ (پیسہ) ہے جو آپ نے اپنی زندگی کے لیے جمع کیا ہے اور پھر اس (پیسہ) سے لطف اندوز ہوں جس کے آپ کبھی مستحق تھے۔"

معاشرے کی بھلائی کے لیے ضروری ہے کہ دولت کو امیر سے غریب کی طرف لے جایا جائے اور اس کا مستقل کنٹرول صرف زکوٰۃ کی صورت میں ہی ممکن ہے۔

5. حج کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

تقریباً تمام مذاہب کے پیروکار اپنے مذہب کے لحاظ سے اپنے مقدس مقامات پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ عربی میں اسے حج اور ہندی میں یاترا کہتے ہیں۔ ہر مذہب کے حج کے لیے اپنے اپنے اصول ہیں اور مقرر کردہ زیارت گاہیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

حج (یاترا) کا تصور سکھ ازم میں بھی موجود ہے۔ سکھ ازم کے تیسرے گورو امر داس نے امرتسر میں سکھ برادری کے لیے ایک مرکز قائم کیا اور اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ سال میں کم از کم تین تہواروں پر اپنے گورو سے ملنے مرکز کا دورہ کریں۔ آہستہ آہستہ سکھوں نے یاترا کے بارے میں جان لیا اور دلچسپی ظاہر کی۔ بعد ازاں امرتسر میں گولڈن ٹیمپل کی بنیاد رکھی گئی جو سکھ عقیدے کا مرکز بن گیا۔

سکھ ازم کے مطابق لوگ مختلف وجوہات کی بنا پر حج کے لیے اپنے مراکز کا سفر کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے مذہبی طریقوں کی وجہ سے مقدس مقامات پر جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنی چھٹیوں کو خوشگوار بنانے کے لیے مذہبی مقامات پر جاتے ہیں۔ کچھ لوگ گناہوں کی بخشش کے لیے مزارات پر جاتے ہیں، لیکن وہاں غسل اور دیگر عبادات کرنے کا مطلب گناہوں کی معافی نہیں ہے۔ حقیقی ناپاکی کا تعلق انسانی روح سے ہے جو کہ اندر چھپی ہوئی ہے۔ باطنی تطہیر کے لیے نیک لوگوں کی صحبت ضروری ہے۔ صرف تاریخی مقامات کا دورہ کافی نہیں ہے۔ تاہم، مقدس مقامات کا سفر اچھے لوگوں سے ملنے کا موقع ہو سکتا ہے۔[50]

اسلام کی روشنی میں:

اسلام کے ارکان، یعنی بنیادی اور اصولی احکام میں حج ایک اہم رکن ہے۔ یہ ہر اس شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو، قرآن کریم میں حج کی فرضیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا[51]

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

کتب احادیث میں ایسی کثیر روایات ہیں جن میں حج کی اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سئل النبي ﷺ: أي الأعمال أفضل؟ قال: (إيمان بالله ورسوله). قيل: ثم ماذا؟ قال (جهاد في سبيل الله). قيل: ثم ماذا؟ قال: (حج مبرور)[52]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، عرض کیا گیا: پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا کہ پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ حج جو برائیوں سے پاک ہو۔"

(ج) اخلاقیات میں اشتراک

سکھ مذہب اخلاقیات میں بھی دینِ اسلام کے ساتھ بہت سے معاملات میں اشتراکیت رکھتا ہے، جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

1. **شکر گزاری و قناعت پسندی سکھ ازم کی روشنی میں:**

سکھ مذہب اپنے پیروکاروں کو شکر گزاری و قناعت پسندی کی تعلیم دیتا ہے۔[53]

اسلام کی روشنی میں:

شکر گزاری اللہ کو بہت محبوب ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ[54]

اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر ادا کروگے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔

یعنی اللہ نے اپنے بندوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک وہ گروہ وہ جو شکر ادا کرنے والا ہے اور یہ اللہ کا پسندیدہ گروہ ہے اور دوسرا گروہ ناشکروں کا ہے جو اللہ کا ناپسندیدہ گروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان دونوں رویوں کے بارے میں بتا دیا ہے۔ تاکہ انسان سوچ سمجھ کر اپنا راستہ منتخب کرے۔

2. اخوت و مساوات سکھ ازم کی روشنی میں:

گورو صاحب سری راگ اسٹ پدیا میں لکھتے ہیں:

سب لوگوں کو سرفراز جاننا چاہیے مجھے کوئی نیچ نظر نہیں آتا، خدا نے تمام اجسام تخلیق کیے ہیں تمام دنیا میں صرف ایک ہی نور پھیلا ہوا ہے یہ صداقت اس کی رحمت سے ملتی ہے اور اس کے کرم کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔

گورو صاحب وار سری رام شلوک اپوڑی میں لکھتے ہیں:

ذات پات بے معنی ہے دنیا کی شہرت اور عظمت فضول ہے تمام انسانیت سے خدا کے سائے ہیں اگر کوئی اپنے آپ کو نیک کہلواتا ہے تو اس کا پتہ اس وقت چلے گا جب اسے خدا کی درگاہ میں عزت ملے گی۔

گورو صاحب وار ماجھ پوڑی میں لکھتے ہیں:

ذات پات کے چکر میں کیا دھرا ہے؟ سچائی کی پرکھ ہونی چاہیے جو بھی زہر کھائے گا مرے گا خدا کا حکم ہر زمانے میں چلتا ہے اس کی درگاہ میں وہی سرفراز ہیں جس نے حکم مانا ہے۔[55]

اسلام کی روشنی میں:

اسلام میں اخوت و مساوات سے مراد مسلمانوں کے اس تعلق واسطے رشتے اور بھائی چارے کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد ان کے مابین قائم کرنا ہے جب ایک انسان کلمہ گو ہونے کا شرف حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ کسی نسل، رنگ، خاندان، علاقہ، ملک یا سلطنت سے تعلق رکھتا ہو وہ سب کے سب اسلامی رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ کوئی ذات چھوٹی بڑی نہیں کوئی خاندان اعلیٰ نہیں کسی قبیلے کو کسی دوسرے قبیلے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سب بنی آدم سے پیدا ہوئے ہیں قرآن پاک اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ تمام بنی نوح انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[56]

"اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو بے شک خدا کے پاس تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔"

خطبۃ الوداع میں انسانی عظمت اور اقدار سے متصادم تمام پہلوؤں کو منسوخ کر دیا گیا اور وہ تمام جاہلانہ رسومات جو اسلام سے پہلے انسانیت کے خلاف تھیں ختم کر دی گئیں۔ اس لیے یہ خطبہ انسانیت کے تحفظ کے لیے بہترین قانون ہے۔ زندگی کی رہنمائی اور اچھی زندگی کے لیے ایک جامع ضابطہ اخلاق اور انسانی وقار کا منشور۔

اس کے علاوہ یہ خطبہ اسلام کے معاشرتی نظام کی مضبوط بنیادوں، معاشرتی مساوات، نسلی غرور و تکبر کے خاتمے، عورتوں اور غلاموں کے حقوق، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور ایک دوسرے کی جان ومال کے احترام کا درس دیتا ہے۔ یہ اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیادی باتیں ہیں جن پر یہ نظام قائم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا [57]

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دُنیا میں پھیلا دیے۔ اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دُوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلّقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"

3. کتابوں کی تقدیس واحترام سکھ ازم کی روشنی میں:

اسلام اور سکھ ازم میں مذہبی کتابوں کی تقدیس واحترام کا حکم دیا گیا ہے۔

سکھوں کی مقدس کتاب گورو گرنتھ صاحب کو وہی شخص اس کے مخصوص مقام سے نکال کر پڑھنے کے لیے لا سکتا ہے جس نے کچھ ہی دیر پہلے غسل کیا ہو نیز اس کی قراءت کے دوران مکمل خاموشی اور سنجیدگی بنائے رکھنا ضروری ہے۔ [58]

اسلام کی روشنی میں:

قرآن مجید کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۔ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۔ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ [59]

یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں۔ بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ ہیں، معزّز اور نیک کاتبوں کے۔

(د) معاملات میں اشتراک

سکھ ازم کا معاشرتی طرزِ زندگی کافی حد تک اسلام کے مماثل ہے۔ جس کی تفصیل درج ہے:

1. تصورِ رہبانیت سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ ازم میں گورو جی گورو گرنتھ صاحب کے کلام میں رام کلی اسٹ پدیا میں لکھتے ہیں:

کچھ لوگ ترک دنیا کی تعلیم دیتے ہیں مگر خود راہبانیت اپنا کر گھر چھوڑ کر صداقت کو کیسے ڈھونڈیں گے؟

ایسے لوگ دنیا کی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں کچھ لوگ دکھاوے کے لیے پیوندوں کی گدڑی پہنتے ہیں لیکن اصل میں وہ نٹوں کی طرح سوانگ بھرتے ہیں کانوں میں بھالے ڈالنے سے حقیقی علم حاصل نہیں ہوتا در در کی روٹی مانگنے سے انسان کی عزت نہیں رہتی جبکہ نیک اعمال کے بغیر وہ دنیا کا سمندر کیسے پار کریں گے؟ [60]

سکھ ازم میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ گورو نانک نے خانقاہی زندگی کو سختی سے مسترد کر دیا۔ ان کی رائے میں زندگی کا کمال معاشرہ اور خاندانی زندگی میں خدا کی یاد ہے اور یہی انہوں نے سکھایا۔

اسلام کی روشنی میں:

اسلام میں رہبانیت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے بلکہ اسلام رہبانیت کی نفی کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ.[61]

اور رہبانیت کی بدعت (یعنی خدا کی عبادت کی خاطر دنیا کو چھوڑ کر لذتوں سے پرہیز کرنا) انہی نے خود ایجاد کی تھی۔ ہم نے یہ ان پر مسلط نہیں کیا بلکہ (رہبانیت کی یہ بدعت) اللہ کی مرضی سے عمل میں آئی ہے۔

لہٰذا اسلام جیسا مکمل اور جامع نظام زندگی مل جانے کے بعد اس کے پیروکاروں کو رہبانیت جیسی غیر ضروری مشقتیں برداشت نہیں کرنی پڑیں گی بلکہ وہ کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو کر اس دنیا میں زندگی گزار سکتے ہیں اور کاروباری زندگی کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ مقصد خدا سے قربت ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ[62]

خدا کے اس نور کے مالک) وہ ہیں جو خرید و فروخت اور اقامت، نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب ان کے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ دی جائیں گی۔

2. عبادت گاہ کا تصور سکھ ازم کی روشنی میں:

اسلام اور سکھ دونوں مذاہب میں مرکزی عبادت گاہ کا تصور موجود ہے۔

سکھوں کی مرکزی عبادت گاہ ہری مندر ہے جس کی زیارت اور اس کے پاس واقعہ امرتسر کے تالاب میں غسل سے جملہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔[63]

اسلام کی روشنی میں:

یہ تصور بھی اسلام سے ماخوذ ہے متعدد حدیثوں میں حج مقبول کا ثواب جملہ گناہوں سے انسان کا پاک ہونا بتایا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ[64]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

3. اعمال سکھ ازم کی روشنی میں:

گوروجی اساپٹی میں اُچارن کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو الزام ہم دوسروں پر لگاتے ہیں وہ ناواجب ہے یہ تو ہمارے ہی اعمال کا قصور ہے جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کا ہی ہمیں صلہ مل رہا ہے جس خدا نے اپنے قوت سے دھرتی سنبھال رکھی ہے جس نے ہر چیز کو رنگ بخشا ہے وہ جو حکم دیتا ہے وہی سب کچھ ہوتا ہے کسی نے انسان کو پیدا کر کے نام اعمال لکھا اس کی درگاہ میں سچائی کی کسوٹی پر ہی ہر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ گنہگار چن چن کر الگ کر دیے جائیں گے وہاں مکار اور ریاکاریاں کی رسائی نہیں ایسے روسیا دوزخ میں جاتے ہیں جو تیرے نام سے پیار کرتے ہیں فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔ جو ٹھگ ہے وہ ہار جاتے ہیں سب انسانوں کا نام اعمال لکھنے کے لیے خدا نے مذہب قائم کیا ہے اپنے اعمال کا ثمر پا کر جسم مٹی ہو جاتا ہے اور روح پرواز کر جاتی ہے۔[65]

اسلام کی روشنی میں:

آخرت میں اعمال کی پیمائش اور تولنے کا معیار "نیت" کہلاتا ہے۔ چونکہ نیتوں کا دارومدار دل پر ہے اور دل کا حال اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لیے یاد رکھنا چاہیے کہ دوسروں کے اعمال پر شک کرنا نا قابل قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون کس نیت سے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ علم اپنے بندوں کو نہیں دیا۔ ذہن میں ارادے کے ساتھ، تمام اعمال ذیل میں شامل ہیں۔[66]

4. خدمتِ خلق اور حسنِ سلوک سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ ازم کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے کہ جب موقع ملے لوگوں کی سیوا یعنی خدمت کی جائے اور لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ سے پیش آیا جائے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا بھید بھاؤنہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

سکھ ازم میں خدمتِ خلق کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"اپنا دھیان خدمتِ خلق کی طرف مبذول کرنے اور اس کی حمد وثناء کرنے سے لطف ملتا ہے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اگر ہم دنیا میں لوگوں کی خدمت کریں تو خدا کی بارگاہ میں بیٹھنے کی جگہ مل سکتی ہے۔"[67]

اسلام کی روشنی میں:

چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس لیے یہ آپ کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہے۔ یہ اصول اس کے تمام احکام و احکام میں ظاہر ہے۔ اسلام کے اولین ایام سے ہی انہوں نے رحمت اور احسان کی ذمہ داری سنبھالی اور خدا کے بندوں کی خدمت کی اور اصلاحات اور عوامی فلاح و بہبود کی حالت پیدا کی۔[68]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اپنے کسی بھائی کو اچھی طرح کھانا کھلائے اور اسے پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے سات خندقوں کے فاصلے پر آگ (جہنم) سے محفوظ رکھے گا اور دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔[69]

ان کا کہنا ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا محبوب مذہب ہے اور اس دین میں کامیاب ترین لوگ وہ ہیں جو اس مذہب کے لوگوں کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد ہیں۔

5. نفس کی پاکی سکھ ازم کی روشنی میں:

سکھ ازم کے بانی گورونانک صاحب کے خیال میں نفسانی خرابیوں یعنی انانیت، لالچ، خواہشات، اور غصہ جیسی اندرونی بیماریوں سے نجات پائے بغیر عشقِ الٰہی کے راستے میں آگے بڑھنا بہت مشکل ہے۔[70]

اسلام کی روشنی میں:

نفس کی خواہشات کی آبیاری اور تکمیل کے اصول کو خود کاشت کہا جاتا ہے اور یہ خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ شریعت کے لحاظ سے تزکیہ کا مطلب قرآن وسنت میں ممنوع غلطیوں اور برائیوں سے پاک ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی عظمت و عزت خلیفۃ اللہ ہونے کے ناطے دیگر مخلوقات سے برتر ثابت کرنے کے لیے تزکیہ کو اختیار کرنے پر زور دیا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا[71]

”جن لوگوں نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ ضرور نجات پائیں گے۔“

یہ ایسا ہی ہے جیسے نفس کو گناہوں اور نامکمل اعمال کی آلودگی سے پاک کرنا اور محمود اور ان کے چاہنے والوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں اچھے خیالات اور اچھی چیزوں سے آراستہ کرنا۔

خلاصہ:

سکھ ازم اور اسلام دونوں مذاہب میں بنیادی طور پر کئی اہم مشابہتیں ہیں جو ان کے روحانی اور اخلاقی نظریات کو مشترک بنیادوں پر استوار کرتی ہیں۔ دونوں مذاہب میں خدا کی وحدانیت پر ایمان ہے؛ اسلام میں اللہ کو بے مثال اور واحد مانا جاتا ہے، جبکہ سکھ ازم میں بھی ایک ہی خدا کی عبادت کی جاتی ہے جسے "Waheguru" یا "Ek Onkar" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اسلام اور سکھ ازم دونوں انسانی مساوات اور برابری پر زور دیتے ہیں۔ اسلام میں ہر انسان کی حیثیت تقویٰ کے مطابق پرکھا جاتی ہے، اور سکھ ازم میں تمام انسانوں کو خدا کے دربار میں برابر مانا جاتا ہے۔ خدمتِ خلق بھی دونوں مذاہب میں اہمیت رکھتی ہے۔ اسلام میں لوگوں کی مدد کو بڑی نیکی سمجھا جاتا ہے، اور سکھ ازم میں بھی دوسروں کی مدد کرنا بڑی عبادت ہے۔

عبادت اور روحانیت دونوں مذاہب میں اہم مقام رکھتے ہیں؛ اسلام میں پانچ وقت کی نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج جیسے عبادات کی پیروی کی جاتی ہے، جبکہ سکھ ازم میں "نام سمرن" اور "کتھا" کے ذریعے روحانیت کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اخلاقی اصولوں پر عمل کرنے کی تعلیم بھی دونوں مذاہب میں مشترک ہے، جیسے سچائی، امانت، صبر، اور انصاف۔ یہ تعلیمات سکھ ازم اور اسلام کو ایک اخلاقی اور روحانی زندگی گزارنے کی راہنمائی فراہم کرتی ہیں اور دونوں مذاہب کی روحانیت اور اخلاقیات کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

1 تابش، ذوالفقار احمد، **اعجاز القرآن**، (لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، 1982)، ص355-

2 لکھنوی، مرتضی حسین، **نسیم اللغات**، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز انار کلی، س-ن)، ص127-

3 نائیک، ذکر، **خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک**، (جہلم: بک کارنر شوروم، اقبال لائبریری، س-ن)، ص227-

4 ایضاً، ص213-

5 کرشنا، رادھا، **گورو گرنتھ جوت سروپ**، (لاہور: مکتبہ خواجہ، 2002ء)، ص19-

6 نائیک، ذکر، **خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک**، (جہلم: بک کارنر شوروم، اقبال لائبریری، س-ن)، ص229-

7 گیانی، عباداللہ، **گورونانک جی مہاراج کا فلسفہ توحید**، (لاہور: مکتبہ خواجہ، س-ن)، ص224-

8 سورۃ المائدہ73:06-

9 **مقالاتِ کاظمی**، 19/3-

10 **تحفۃ المرید**، ص151-

11 Guru Granth Sahib, Rag Bherun, Mahallah, 5:1160-

12 Guru Granth Sahib, Basant, Mahallah, 1:1171-

13 بندیالوی، عطاءاللہ، **شرک کیا ہے؟**، (سرگودھا: مکتبہ الحسینیہ، 2016ء)، ص4-

14 رضا، محمد صدیق، **امت اور شرک کا خطرہ**، (لاہور: نعمان پبلیکشنز، 2012ء)، ص23-

15 Jhutti Johal,Jagbir, *SikhismToday*,London Newyork:Continumm, 2011p.47-

16 حسن، محمد شہباز، **اسلامی تعلیمات**، (لاہور: مکتبہ افکارِ اسلامیہ، 2011ء)، ص20-

17 طالب، گورنچن سنگھ، **گورونانک**، (دہلی: ساہتیہ اکادمی، س-ن)، ص66-

18 چیمہ، غلام رسول، **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ**، (لاہور: چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، 2012)، ص688-

19 الحکمی، ابن احمد، **اسلامی عقائد**، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014ء)، ص38-

20 ایضاً، ص36-

21 Devinder Pal Singh*Sikhism and Islam(The Inter Relatonship)*، Punjab Dey Rang, (2019), Vol 13, P.3-

22 کیلانی، محمد اقبال، **علاماتِ قیامت کا بیان**، (لاہور: حدیبیہ پبلی کیشنز، 2010ء)، ص10-

23 Siri Guru Granth Sahib. Translation By: Singh Sahib Sant Singh Khalsa, MD. USA, 899 N.Wilmot. P 75-

24 لاہوری، مبشر حسین، **انسان اور آخرت**، (لاہور: مبشر اکیڈمی، 2016ء)، ص12-

25 Devinder Pal Singh, *Sikhism and Islam(The Inter Relatonship)*، Punjab Dey Rang, (2019), Vol 13, P 4-

26 سنگھ، جیون، **راگ آسا**، (لاہور: مکتبہ خواجہ، 2002)، ص9-

27 سنگھ، دیر، **راحت ناموں کا سار**، (انڈیا، بازار مائی سیواں امرتسر، س-ن)، ص199-

28 الحکمی، ابن احمد، **اسلامی عقائد**، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014ء)، ص33-

29 انصاری، محمد امین، **1000 سے زیادہ جنت کے راستے**، (ریاض: مکتبہ بیت السلام، 2017)، ص17-

30 ثاقب، ثناءاللہ، **جنت اور جہنم کی راہیں**، (لاہور: نور السلام اکیڈمی، 2016)، ص13-

31 امر تسری، ابو الامان، **گورو گرنتھ صاحب اور اسلام**، (الہ آباد: محمد اشرف ڈار، 1960)، ص249-

32 گلیان جی، **گورو گرنتھ صاحب، راگ گلیان**، (لاہور: مکتبہ خواجہ، س۔ن)، ص1319-

33 سورہ یوسف36:12-

34 اسدی، محمد ابو الخیر، **تقدیر کا عقیدہ**، (ملتان: ادارہ اسلامیہ مخدوم رشید، 2021ء)، ص8-

35 *Guru Granth Sahib*, GorI SukhmanI, Mahallah, 1:289-

36 قمر، محمد منیر، **اذان و اقامت اور جماعت کا مسئلہ**، (ڈسکہ، مکتبہ کتاب و سنت، 2023)، ص2-

37 القادری، محمد طاہر، **ہدایۃ الامۃ علی منہاج القرآن والسنۃ**، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2009)، 67/1-

38 *Guru* Granth *Sahib*, Babhas Parbhatl, Banl Bhagat Kabir, 1350-

39 *Guru Granth sahib*, shaluk Farid,1381-

40 سورۃ الزخرف2:43-

41 القشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح المسلم**، کتاب الإیمان، باب : بیان أرکان الإسلام ودعائمه العظام، 2011)رقم الحدیث:16-

42 Gobind Singh Mansukhani,(2011), Introduction to Sikhism , New Delhi: Hemkunt Press, P. 60.

43 احسان، آصف، **احکام الصیام**، (فیصل آباد: کشمیر بک ڈپو، 2015)، ص16-

44 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، کتاب الایمان، 2001، رقم الحدیث:38-

45 ایضاً، رقم الحدیث1797-

46 *Guru Granth Sahib*, Siri Rag ,Mahallah, 1:24-

47 عبد السلام، **احکام زکوٰۃ و عشر و صدقہ و فطر**، (لاہور: دار الاندلس)، ص24-

48 سورہ سبا09:34-

49 سورہ فاطر9:35-

50 Giani Gian Singh,(2006), *Twarikh Guru Khalsa* , USA: Baljinder Singh, Lassen street, CA 91343, P.410-

51 سورۃ القمر3:97-

52 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، کتاب الحج، باب فضل الحج المرور، 2001، رقم الحدیث:1477-

53 مہاپتر، امولیہ رنجن، **فلسفہ مذاہب**، مترجم: یاسر جواد، (لاہور: فکشن ہاؤس، 2007)، ص199-

54 سورۃ الاعراف39:07-

55 امر تسری، ابو الامان، **گورو گرنتھ صاحب اور اسلام**، (الہ آباد: محمد اشرف ڈار، 1960)، ص182-

56 سورۃ الحجرات13:49-

57 سورۃ النساء1:4-

58 چیمہ، غلام رسول، **مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ**، (لاہور: چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، 2012)، ص556-

59 سورہ عبس13:80-

60 بلبیر سنگھ، میجر، **سکھ ازم**، (انڈیا، خدا بخش لائبریری، 2019)، ص120-

61 سورۃ النمل57:27-

62 سورۃ الصافات24:37-

63 چیمہ، غلام رسول، **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ**، (لاہور: چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، 2012)، ص364-

64 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، کتاب: عمرہ کا بیان، باب: عمرہ کا وجوب اور اس کی فضیلت، 2001)، رقم الحدیث: 1773-

65 گاندھی، اِندر جیت، **ذکرِ نانک**، (دہلی: گوردوارہ پربندھک کمیٹی، س۔ن)، ص90-

66 الحکمی، ابن احمد، **اسلامی عقائد**، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014ء)، ص33-

67 بلبیر سنگھ، میجر، **سکھ ازم**، (انڈیا، خُدابخش لائبریری، 2019)، ص118-

68 عمری، جلال الدین انصر، **اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور**، (کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، 2017)، ص23-

69 نیساپوری، محمد بن عبداللہ الحاکم، **المستدرک علي الصحيحين**، (لاہور: ادارہ پیغام القرآن، 2013)، رقم الحدیث: 7172-

70 مبارکپوری، صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، (لاہور: المکتبہ السلفیہ شیش محل، 2010)، ص237-

71 سورۃ التوبہ 91:09-